محمد وسیم اختر مفتی

عثمان غنی رضی اللہ عنہ

(۵)

(گذشتہ سے پیوستہ)

[''سیر وسوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے''۔]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت علیؓ اور محمدؓ بن مسلمہ نے مدینۃ النبیؐ کا گھیرا کرنے والے باغیوں سے پوچھا، تم ایک بار جانے کے بعد دوبارہ کیوں آ گئے ہو؟ انھوں نے کہا، ہم اپنے گھروں کو واپس جا رہے تھے کہ ایک ہرکارہ دکھائی دیا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ وہ امیر المومنین کا غلام ہے اور ان کا خط لے کر گورنر مصر کے پاس جا رہا ہے۔ خط پر مہر خلافت ثبت تھی اور اس میں عبدالرحمان بن عدیس، عمرو بن حمق، عروہ بن حمق اور عروہ بن بیّاع کے قتل، سولی اور ہاتھ پاؤں کاٹنے کے احکام درج تھے۔ ان حضرات نے یہ بات سنی تو باغیوں کی حضرت عثمانؓ سے ملاقات کرانے کا فیصلہ کر لیا تاکہ فریقین روبرو ہو کر اس مسئلے کو سلجھا سکیں۔ سیدنا عثمانؓ کو دیکھ کر خارجیوں نے سلام تک نہ کیا۔ انھوں نے ابن ابی سرح کے مظالم کی شکایت کی اور کہا، وہ مال غنیمت کو اپنی مرضی سے استعمال کرتے ہیں۔ خط کے بارے میں حضرت عثمانؓ نے تسلیم کیا کہ اسے لے جانے والا غلام اور اونٹ انھی کے ہیں، مہر بھی ان کی ہے، لیکن واللہ! نہ خط انھوں نے لکھوایا نہ غلام کو بھیجا نہ اسے سواری دی، اس بارے میں وہ کچھ نہیں جانتے۔ عبدالرحمان بن عدیس نے کہا، آپ کی مہر لگا کر آپ ہی کے غلام اور سواری کو استعمال کر لیا گیا، اس قدر جسارت ہوئی اور آپ کو پتا تک نہ لگا؟ انھوں نے کہا، ہاں ایسا ہی ہے۔ ابن عدیس بولا، اس صورت میں دو باتوں کا امکان ہے، آپ سچ بتا رہے ہیں یا دروغ گوئی سے کام لے رہے ہیں۔ دوسری صورت مان لی جائے تو ہمارے ناحق قتل کا حکم دینے کی وجہ سے آپ مستحق عزل ہو چکے اور اگر یہ تسلیم کر

لیا جائے کہ آپ سچ بول رہے ہیں تو بھی آپ کو خلافت برقرار رکھنے کا حق نہیں، کیونکہ اپنی کمزوری اور غفلت کی بنا پر آپ اس کی ذمہ داریاں نبھانے کے اہل نہیں۔ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا، میں اس قمیص کو نہ اتاروں گا جو اللہ نے مجھے پہنائی ہے، میں توبہ واصلاح کروں گا۔ باغیوں کے لیڈر نے کہا، اگر یہ پہلا گناہ ہوتا تو ہم توبہ کو مان لیتے۔ آپ توبہ کرتے ہیں پھر اسی عمل کو دہراتے ہیں۔ ہم آپ کو معزول یا قتل کیے بغیر نہ ٹلیں گے۔ اگر آپ کے ساتھیوں نے روکا تو ہم جنگ کر کے آپ تک پہنچ جائیں گے۔ سیدنا عثمانؓ نے کہا، میں محض اپنے دفاع کے لیے کسی کو لڑائی کا حکم نہ دوں گا اور خلع خلافت اتارنے کے بجائے شہادت پانے کو ترجیح دوں گا۔

یہ خط دراصل مروان نے حضرت عثمانؓ کے علم میں لائے بغیر ان کے قلم سے اور ان کی مہر خلافت لگا کر از خود لکھا تھا، اس خیال کے حق میں محمدؓ بن مسلمہ کی تائید موجود ہے۔ مروان چاہتا تھا کہ اس اہم مسئلے میں سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۳۳ کے احکام پر عمل کیا جائے۔ اللہ فرماتے ہیں،

"انما جزاؤ الذین یحاربون اللّٰہ و رسولہ و یسعون فی الارض فسادًا ان یقتّلوا او یصلّبوا او تُقطّع ایدیھم و ارجلھم من خلاف او یُنفوا من الارض۔"	"بے شک، ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کریں اور زمین میں فساد مچاتے پھریں، یہی ہے کہ بری طرح قتل کر دیے جائیں، سولی چڑھا دے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیے جائیں یا انھیں جلاوطن کر دیا جائے۔"

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

یہ درست ہے کہ وہ لوگ خلافت اسلامیہ کے باغی اور فساد فی الارض کے مرتکب تھے اور ایسے ہی لوگوں پر آیت محاربہ کے احکامات لاگو ہوتے ہیں تاہم مروان حاکم مجاز تھا نہ اسے حق تھا کہ قرآن کے احکام کو پورا کرنے کے لیے جعل سازی سے کام لیتا۔ ایک اور خط میں محمد بن ابوبکرؓ کے قتل کا حکم درج تھا۔ کئی جعلی خطوط باغیوں نے بھی لکھے، ان میں متعدد صحابہؓ کی طرف سے حضرت عثمانؓ سے قتال کرنے کی اپیل کی گئی تھی۔

اسی شورش کے دوران میں ایک بار سیدنا عثمان مسجد نبوی میں آئے اور دریافت کیا، کیا یہاں علیؓ ہیں؟ انھیں بتایا گیا، وہ موجود ہیں تو پوچھا، کیا زبیرؓ ہیں؟ ان کی موجودگی کا علم ہونے کے بعد طلحہؓ اور سعدؓ بن ابی وقاص کے ہونے کی اطلاع پائی تو فرمایا، میں تمھیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تمھیں معلوم ہے، جب مسجد نبوی نمازیوں کے لیے چھوٹی پڑ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو خاص اپنے مال سے فلاں قبیلے کا باڑا

خرید ے گا تو اللہ اس کی مغفرت کرے گا اور اسے جنت میں اس سے بہتر گھر ملے گا۔ میں نے وہ احاطہ خرید لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے ہماری مسجد میں شامل کر دو، اس کا اجر پاؤ گے۔ اب تم مجھے اس مسجد میں دوگانہ ادا کرنے سے بھی روک رہے ہو؟ حضرت عثمانؓ نے مزید کہا، جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے، بیر رومہ کے سوا کوئی کنواں ایسا نہ تھا جس کا پانی میٹھا ہو۔ مسافر بھی بلا قیمت اس سے سیراب نہ ہو سکتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال فرمایا: کون اس کنویں کو خالص اپنے مال سے خرید کر اس میں مسلمانوں کا حصہ اپنے حصے کے برابر ٹھیرائے گا؟ اسے جنت میں اس سے کہیں بہتر بدلہ ملے گا۔ میں نے اسے خاص اپنے مال سے خریدا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اہل ایمان کے لیے وقف کر دو، تمھیں ثواب ملتا رہے گا۔ اب تم مجھے اس میں سے پانی پینے سے بھی روک رہے ہو؟ تمھیں اللہ کی قسم ہے، تم جانتے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے غزوۂ تبوک کے دن بڑے بڑے سرداروں کی طرف دیکھ کر فرمایا: ''جو اس لشکر (جیش عسرت) کے لیے اسلحہ اور سامان مہیا کرے گا، اللہ اس کی مغفرت کرے گا۔'' وہ میں ہی تھا جس نے اسے کیل اور کانٹے سے لیس کیا۔ لوگوں نے ان باتوں کی تائید کی تو انھوں نے کہا: اے اللہ! گواہ رہ، اے اللہ! گواہ رہ، اے اللہ! گواہ رہ، پھر چلے گئے۔ ایک بار وہ اس دریچے پر آئے جو مسجد نبوی کے مقام جبرئیلؑ کے پاس ہے اور جمع ہونے والے ہجوم سے خطاب کیا۔ انھوں نے سوال کیا، کیا تم میں طلحہؓ بن عبید اللہ ہیں؟ تین بار پکارنے پر وہ سامنے آئے تو عثمانؓ ناراض ہوئے اور کہا، میرا خیال نہ تھا کہ تم ان لوگوں میں شامل ہو چکے ہو جنھیں بلانے کے لیے تین بار پکارنا پڑتا ہے۔ میں اللہ کا نام لے کر تم سے پوچھتا ہوں، کیا تمھیں یاد ہے، میں فلاں روز، فلاں جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ صحابہؓ میں سے میں اور تم محض دو افراد ہی موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمھیں مخاطب کر کے فرمایا تھا، ''طلحہ! ہر نبی کا اس کے امتیوں میں سے ایک خاص ساتھی ہوتا ہے جو جنت میں بھی اس کے ساتھ رہے گا۔ یہ عثمانؓ جنت میں میرے رفیق ہوں گے۔'' طلحہؓ نے تائید کی تو عثمانؓ گھر کو پلٹ گئے۔

بلوے نے زور پکڑا تو حضرت عثمانؓ نے استفسار کیا، یہ لوگ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے، صرف تین وجوہ کی بنا پر کسی مسلم کی جان لی جا سکتی ہے۔ وہ مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گیا ہو، اس نے شادی کے بندھن میں بندھنے کے بعد زنا کر لیا ہو یا کسی شخص کو بغیر کسی قصاص کے قتل کر ڈالا ہو۔ اللہ کی قسم، میں نے جاہلیت میں زنا کیا نہ اسلام میں، جب سے اللہ نے مجھے دین حق کی ہدایت کی ہے، میں نے اس سے روگردانی کی خواہش کی نہ میں نے کسی کو قتل کیا۔ پھر یہ مجھے کس جرم کی پاداش میں مار ڈالنا چاہتے ہیں؟ سیدنا عثمانؓ نے اللہ کو گواہ بنا کر لوگوں سے پوچھا، تمھیں یاد ہے، ایک دفعہ جبل حرا تھرتھرانے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

اس پر پاؤں مار کر فرمایا تھا، ''حرا! پرسکون ہو جا، تجھ پر ایک نبی ﷺ، ایک صدیقؓ اور ایک شہیدؓ کے سوا کوئی نہیں۔'' میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ لوگوں نے کہا، یہ سچ ہے تو انھوں نے مزید کہا، میں ان اصحاب رسول ﷺ کو اللہ کی قسم دلا کر ان سے پوچھتا ہوں جو بیعت رضوان (صلح حدیبیہ) میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔ آپ ﷺ مجھے مکہ بھیج چکے تھے، پھر جب بیعت کا موقع آیا تو آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک دوسرے ہاتھ پر رکھ کر میری طرف سے بیعت لی اور فرمایا: یہ میرا ہاتھ ہے اور یہ عثمان کا۔ حاضرین نے اس بات کی بھی تائید کی۔

باغیوں نے سیدنا عثمانؓ کے ہر استدلال کو رد کیا۔ انھوں نے اپنے انتخاب کا ذکر کیا کہ وہ مسلمانوں کی مشاورت سے، ان کی رضامندی کے ساتھ ہوا تو انھوں نے کہا، اللہ نے اس انتخاب کو ہماری آزمایش کا ذریعہ بنایا۔ جب حضرت عثمانؓ نے اسلام کی طرف اپنی سبقت اور دین حق کے لیے اپنی خدمات بیان کیں تو وہ بولے یہ سب بجا لیکن اب آپ بدل گئے ہیں۔ انھوں نے یہ فرمان نبویؐ سنایا کہ تین طرح کے مسلمانوں کے علاوہ کسی مومن کی جان لینا جائز نہیں تو بلوائیوں نے کہا، قرآن مجید میں حسب ذیل لوگوں کی جان لینے کی اجازت دی گئی ہے۔ وہ شخص جو زمین میں فساد مچاتا پھرے، جو بغاوت اور قتال کرے اور جو کسی حق کو روک لے اور اس کے لیے ہتھیار بھی اٹھائے۔ آپ نے خلافت کو ہمارے خلاف ہتھیار بنا لیا ہے۔ آپ اس خلعت کو اتار دیں، ہم بھی جنگ سے باز آ جائیں گے۔

ایام حج قریب تھے۔ ام المومنین سیدہ عائشہؓ نے بیت اللہ کا قصد کیا تو کچھ لوگوں نے یہ کہہ کر انھیں رکنے کو کہا، ہو سکتا ہے بلوائی آپ کی موجودگی سے شرم کریں اور شر سے باز آ جائیں۔ انھوں نے جواب دیا، مجھے اندیشہ ہے، میں نے انھیں کوئی سجھاؤ دیا تو میرے ساتھ وہی سلوک نہ کریں جو انھوں نے ام المومنین ام حبیبہؓ (رملہؓ بنت ابوسفیانؓ) کے ساتھ کیا ہے۔ وہ بنوامیہ کے یتیموں اور ان کی بیواؤں کے بارے میں بات کرنے کے لیے خچر پر سوار ہو کر حضرت عثمانؓ کے پاس آئیں تھیں۔ باغیوں نے خچر کا تنگ (زین کا تسمہ) کاٹ ڈالا تو وہ بدک کر بھاگا۔ اگر آس پاس کھڑے ان کے خادم خچر کو قابو نہ کر لیتے تو ان کے گر کر جان سے ہاتھ دھونے کا امکان تھا۔ ان حالات میں خلیفۂ سوم حضرت عثمانؓ کا حج کے لیے جانا ناممکن تھا۔ انھوں نے حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کو اپنی طرف سے امیر حج مقرر کیا تو انھوں نے کہا، حج پر جانے سے بہتر ہے کہ میں آپ کے دروازے پر کھڑے ہو کر آپ کا دفاع کروں تاہم حضرت عثمانؓ کے اصرار پر وہ مدینہ کے حاجیوں کو لے کر عازم سفر ہو گئے۔ شرپسندوں نے حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا تو صحابہؓ کی اکثریت بھی گھروں میں مقید ہو گئی تاہم ان میں سے نوجوان حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ خلیفۃ المسلمین کے دفاع پر مامور ہو گئے۔ اس وقت تک کسی کے ذہن میں نہ تھا کہ

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت عثمان کوشہید بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہ محاصرہ ایک ماہ سے زیادہ (یا ۴۰ دن) جاری رہا۔اس دوران میں غافقی بن حرب مسجد نبوی میں جماعت کی امامت کرتا رہا، کچھ نمازیں حضرت علیؓ،حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ،حضرت ابو ایوبؓ (خالدؓ بن زید) اور حضرت سہلؓ بن حنیف نے پڑھائیں۔ حج ہو چکا، کچھ لوگ مدینہ واپس آئے اور بتایا، اکثر حجاج کرام مدینہ آنا چاہتے ہیں تاکہ باغیوں کو ان کے بلوے سے روک سکیں۔ یہ اطلاع بھی آئی کہ حبیب بن مسلمہ کی قیادت میں بھیجا ہوا حضرت معاویہؓ کا لشکر مدینہ کے قریب آ چکا ہے۔مصر سے معاویہ بن خدیج کی کمان میں آنے والی ابن ابی سرح کی فوج کسی وقت پہنچ سکتی ہے۔کوفہ سے قعقاع اور بصرہ سے مجاشع اپنے اپنے جیش لے کر نکلے ہوئے ہیں۔ باغیوں نے یہ جان کر محاصرہ تنگ کر دیا اور کسی مدد کے مدینہ پہنچنے سے پہلے ہی سیدنا عثمانؓ کو شہید کر ڈالا۔

شہادت سے پہلے حضرت عثمانؓ نے باغیوں کے ایک لیڈر اشتر نخعی کو بلا کر پوچھا،تمھارے کیا کیا مطالبات ہیں؟ اس نے کہا، آپ اپنے آپ کو خلافت سے الگ کر لیں یا اپنی جاری کردہ تمام سزاؤں کا فدیہ دیں ورنہ آپ کو قتل کر دیا جائے گا۔ پہلے وہ کہہ چکے تھے، تمام گورنروں کو ہٹا کر ان کی مرضی کے گورنر مقرر کیے جائیں۔ اگر عثمانؓ استعفا نہیں دینا چاہتے تو مروان کو ان کے سپرد کر دیں۔ حضرت عثمانؓ نے یہ کہہ کر خلافت چھوڑنے سے انکار کیا، وہ اس قمیص کو نہ اتاریں گے جو اللہ نے ان کو پہنائی ہے۔ قصاص نہ دینے کا سبب یہ بتایا کہ وہ عمر رسیدہ اور ضعیف البدن ہیں اور مروان کو باغیوں کے حوالے اس لیے نہیں کرنا چاہتے کہ اس طرح وہ ایک مسلمان کے ناحق قتل کا سبب بن جائیں گے۔ انھوں نے انتباہ کیا، اگر تم نے مجھے قتل کر دیا، تمھاری باہمی الفت ختم ہو جائے گی پھر اکٹھے نماز پڑھ سکو گے نہ دشمن سے ایک جان ہو کر لڑ سکو گے۔ اپنی خلافت پر حضرت عثمانؓ کے اصرار کا سبب وہ ارشاد نبوی تھا جو حضرت عائشہؓ کی اس روایت میں ذکر ہوا۔ فرماتی ہیں: میں نے ایک بار سنا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم عثمان کو تلقین فرما رہے تھے،''ہو سکتا ہے اللہ تمھیں ایک قمیص (خلعت خلافت) پہنائے۔ پھر اگر کوئی اس قمیص کو اتارنے کی کوشش کرے تو مت اتارنا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم تین بار ارشاد کیا۔ محاصرے کے بعد پہلا جمعہ آیا، ابن عدیس بلوی نے خطبہ دیا اور حضرت عثمانؓ کی عیب جوئی کی۔ عثمانؓ نے فرمایا: میں نے جب سے اسلام قبول کیا، ہر جمعہ کے دن ایک غلام آزاد کرتا رہا ہوں۔ یہ پہلا جمعہ ہے کہ میں کوئی گردن قید غلامی سے نہیں چھڑا سکا۔ ذی قعد کی درمیانی تاریخوں سے ۱۸ ذی الحجہ تک یہ محاصرہ جاری رہا۔ ۱۲ ویں دن باغیوں نے حضرت عثمانؓ سے ملاقات پر پابندی لگا دی اور ہر طرح کی رسد بند کر دی حتیٰ کہ انھیں پانی پہنچانا بھی مشکل ہو گیا۔ شہادت سے ایک دن پہلے خلیفۂ ثالث نے اپنے گھر میں موجود ۷۰۰ کے قریب صحابہ سے جن میں عبداللہؓ بن عمر، عبداللہؓ بن زبیر،حسنؓ، حسینؓ اور ابوہریرہؓ شامل تھے عہد لیا کہ وہ اپنے

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

گھروں کو لوٹ جائیں گے اور تلوار نہ اٹھائیں گے۔ انھوں نے اپنے غلاموں کو تلقین کی، جو اپنی تلوار نیام سے نہ نکالے گا، آزاد ہو گا۔

آخر کار امیر المومنین عثمان غنیؓ کی زندگی کا آخری دن آ گیا۔ انھوں نے اس حال میں روزہ رکھا کہ پینے کے لیے پانی نہ تھا، ان کے ہمسایہ آل عمروؓ بن حزم کی طرف سے خفیہ طور پر پہنچایا ہوا پانی بھی ختم ہو چکا تھا۔ باغیوں نے ان کے بھوکے پیاسے ہونے کا ذرا احساس نہ کیا، کوڑے دان میں پڑے ہوئے گندے پانی کی طرف اشارہ کیا اور کہا، اسے استعمال کریں۔ روزہ رکھنے کے بعد سیدنا عثمانؓ نے خلاف معمول تہ بند کے بجائے شلوار پہنی، کچھ نوافل ادا کیے پھر مصحف سامنے رکھ کر سورۂ طٰہٰ کی تلاوت شروع کر دی۔ وہ تلاوت میں مصروف تھے کہ کچھ لوگ ان کے پڑوسی عمروؓ بن حزم انصاری کی دیوار پھلانگ کر گھر میں گھسے اور دروازے کو آگ لگا دی۔ دروازے پر سخت مزاحمت ہوئی جس میں کئی مسلمان شہید ہوئے، زیاد بن نعیم، مغیرہ بن اخنس اور نیار بن عبداللہ ان میں شامل تھے جب کہ عبداللہؓ بن زبیرؓ، حسنؓ بن علیؓ اور مروان بن حکم زخمی ہوئے۔ کچھ باغیوں کی جانیں بھی گئیں۔ آخر کار وہ اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ سب سے پہلے ایک مصری اسود آیا اور زور سے حضرت عثمانؓ کا گلا گھونٹا پھر محمد بن ابوبکرؓ تیرہ آدمیوں کے ساتھ پہنچا۔ اس نے حضرت عثمانؓ کو ڈاڑھی سے کھینچ کر اس شدت سے اٹھایا کہ ان کے دانتوں کے ٹکرانے کی آواز آئی پھر چلایا، اب معاویہؓ اور ابن عامر آپ کو کوئی مدد نہ کر سکیں گے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا: او بھتیجے! میری ڈاڑھی چھوڑو۔ تم نے اس (شخص کی) ڈاڑھی پر ہاتھ ڈالا ہے، تمھارا باپ جس کی بہت عزت کرتا تھا۔ اس نے کہا، میرے ابا اب آپ کو دیکھتے تو نکیر کرتے۔ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا، میں تمھارے خلاف اللہ سے مدد مانگتا ہوں۔ وہ پیچھے ہٹ گیا، لیکن اپنے ایک ساتھی کنانہ بن بشر کو اشارہ کر دیا جس نے لپک کر نیزے سے حملہ کیا۔ اس کے کھبنے سے گہرا زخم آیا اور حضرت عثمانؓ گر گئے۔ پھر ایک باغی آیا اور تلوار چلا کر ان کا ہاتھ زخمی کر دیا۔ ان کا خون ٹپک کر ان کے سامنے پڑے قرآن مجید کے نسخے پر گرنے لگا۔ باقی لوگ بھی پل پڑے، سیدنا عثمانؓ نے مدافعت کرنے کی کوشش کی، لیکن باغی غالب آ گئے۔ انھیں کچھ ہوش تھا کہ محمد بن ابوبکرؓ پلٹ کر آیا اور بولا، او لمبی ڈاڑھی والے یہودی! تم کس دین کے پیروکار ہو؟ انھوں نے جواب دیا، میں مسلمان ہوں اور اہل ایمان کا امیر ہوں۔ اسود بن حمران (یا سودان بن رومان) نے تلوار سے سینہ گھائل کیا، اس مرحلے پر آپ کی اہلیہ نائلہ حائل ہوئیں، وہ کود کر آپ پر گر گئیں اور چلائیں، تم امیر المومنین کو قتل کر رہے ہو؟ انھوں نے تلوار کو ہاتھ سے پکڑ لیا، لیکن اس نے تلوار زور سے کھینچ لی جس سے ان کی انگلیاں کٹ گئیں۔ نائلہ پیچھے ہٹیں تو اس نے تلوار حضرت عثمانؓ کے پیٹ میں گھونپ کر اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا حتیٰ کہ

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ان کی روح پرواز کر گئی۔ آخر میں عمرو بن حمق سینے پر چڑھ گیا اور اس پر کئی گھاؤ لگائے۔ مصحف ان کے ساتھ چپکا رہا، بدبخت غافقی بن حرب نے ان کے سر پر ٹھوکر مار کر اسے الگ کیا۔ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۳۸ ''فان آمنوا بمثل آمنتم به فقد اھتدوا و ان تولوا فانما ھم فی شقاق فسیکفیکھم اللّٰہ و ھو السمیع العلیم ۔'' (پھر اگر یہ (قریش) اسی طرح ایمان لے آئے جیسے تم لائے ہو تو راہ یاب ہو جائیں گے اور اگر انھوں نے روگردانی کی تو یقیناً وہ تمھاری مخالفت میں مبتلا ہیں۔ پس ان کے مقابلے میں تمھیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے کے الفاظ فسیکفیکھم پر آپ کا خون گرا ہوا تھا۔ حضرت عثمانؓ کے ایک غلام نے ان کے قتل میں شامل سودان کی گردن اڑا ڈالی، قتیرہ نے اسے شہید کر دیا۔

خلیفۂ مظلومؓ کو شہید کرنے کے بعد بلوائی ان کا سر کاٹنا چاہتے تھے۔ ان کی بیویاں نائلہ اور ام بنین اور ان کی بیٹیاں چلائیں اور روئیں پیٹیں تو عبدالرحمان بن عدیس نے اپنے ساتھیوں کو منع کر دیا۔ جاتے جاتے انھوں نے گھر کا ساز و سامان لوٹ لیا حتیٰ کہ پیالے اور برتن بھی اٹھا لیے۔ باغی نکل کر گھر کے صحن میں آئے تو امیر المومنینؓ کے ایک اور غلام نے کود کر قتیرہ پر حملہ کیا اور اسے جہنم واصل کر دیا۔ ایک بلوائی کلثوم تجیبی نے نائلہ کی چادر اٹھائی تو اس نے اسے بھی مار ڈالا۔ پھر وہ خود بھی شہید ہوا اور اپنے آقا پر اپنی جان نثار کر دی۔ اب خارجیوں کا رخ بیت المال کی طرف تھا، اس میں کافی مال تھا جو وہ لوٹ مار کر چلتے بنے۔ مشہور روایت کے مطابق سیدنا عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ ۴۰ دن جاری رہا۔ شعبی کا کہنا ہے، یہ ۲۰ دنوں سے کچھ اوپر تک چلا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت بروز جمعہ، ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو دوپہر کے وقت ہوئی جب ان کی عمر ۸۲ برس سے اوپر تھی۔ مدت خلافت عثمانیؓ ۱۲ روز کم ۱۲ سال بنتی ہے۔

حضرت عثمانؓ کی لاش ۳ دن بے گور و کفن پڑی رہی۔ تب حکیمؓ بن حزام اور جبیرؓ بن مطعم نے حضرت علیؓ کی اجازت سے تدفین کا ارادہ کیا۔ ان کی آخری آرام گاہ جنت البقیع کے مشرق میں حش کوکب کے مقام پر بنائی گئی۔ یہاں کھجوروں کا ایک باغ تھا جو خود حضرت عثمانؓ نے خریدا تھا۔ جنازے میں حکیمؓ بن حزام، حویطبؓ بن عبدالعزی، ابوجہم بن حذیفہ، نیارؓ بن مُکرَم، جبیرؓ بن مطعم، زیدؓ بن ثابتؓ، کعبؓ بن مالک، طلحہؓ، زبیرؓ، علیؓ اور حسنؓ شامل ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کی دونوں بیویاں نائلہ اور ام بنین، ان کے بچے اور کچھ خادم بھی موجود تھے۔ خوارج نے جنازے میں بھی رکاوٹیں ڈالیں، وہ خلیفۂ مظلوم کی میت کو سنگسار کرنے کے لیے راستے میں بیٹھے رہے اور ان کے جسد کو چارپائی سے گرا کر بے حرمتی کرنا چاہی۔ انھوں نے زور لگایا کہ مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ کو دیر سلع میں یہودیوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ حضرت علیؓ نے انھیں ان کے ارادوں سے باز کیا پھر بھی جنت البقیع میں قبر نہ کھودی جا سکی۔ اس کی

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

بجائے تدفین اصل قبرستان کی دیوار کے باہر ہوئی۔ شہادت پانے والے حضرت عثمانؓ کے دو غلاموں کو بھی حش کوکب میں ان کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ حضرت معاویہؓ نے اپنے عہد حکومت میں حش کوکب اور بقیع غرقد کی درمیانی دیوار گرا دی اور لوگوں سے کہا، اپنے متوفیوں کو حضرت عثمانؓ کی قبر کے پاس دفن کریں اس طرح یہ مقام بھی جنت البقیع کا حصہ بن گیا۔ بنوامیہ نے اپنے عہد حکومت میں حضرت عثمانؓ کے مزار پر ایک بڑا قبہ بنوایا جسے ترکیوں نے خوب مزین کیا۔ سعودی حکومت نے اسے مسمار کرا دیا تاہم اب ان کی قبر کے اردگرد ٹائلیں لگا کر اسے ممیّز کر دیا گیا ہے۔

مطالعۂ مزید: الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، البدایہ والنہایہ (ابن کثیر)، عثمان بن عفان (محمد حسین ہیکل)، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (مقالہ: امین اللہ وثیر)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com